ظہار۔شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں

نسیم اختر*

ABSTRACT:

Zihar may be performed both by a male or a female. But there is a condition attached to it. A woman can perform Zihar before marriage, while and a man can perform after marriage. This statement can be elaborated in the following way: If a woman compares someone to be like her brother or father, and or ask him to be her brother or father, and get married later on with him; in any such situation, she will have to pay atonement. In the same way, if a man becomes committed to Zihar after marriage, he would be bound to practice atonement. The value of expiation is equally to be practiced/paid by the offender whether a male or a female, by the Islam. Zihar is established by the Islam in order to reduce and stop/restrict the society from repeating such offences. This article is an approach to comprehend Zihar in the light of Shariyate Islamia by reviewing Quran and Ahadiths.

''ظِہار مرد اور عورت دونوں کر سکتے ہیں۔لیکن عورت شادی سے قبل جبکہ مرد شادی کے بعد یعنی اگر عورت کسی مرد کو باپ یا بھائی سے تشبیہ دے دے اور پھر اسی سے شادی کرے تو اس پر کفارہ لازم آئے گا اور اسی طرح اگر مرد شادی کے بعد بیوی سے ظہار کرے تو اس پر بھی کفارہ لازم آئے گا۔مرد اور عورت دونوں کے لیے ایک جیسا کفارہ ہے۔ کفارہ سے مقصد اس نوعیت کے جرم کو معاشرہ میں عام ہونے سے روکنا ہے تا کہ آئندہ اس قسم کے گناہ کا ارتکاب نہ ہو۔یہ مقالہ اسی تناظر میں تحریر کیا گیا ہے''۔

اگر زمانۂ جاہلیت کو دیکھا جائے تو ''عرب میں ظہار کا رواج موجود تھا۔شوہر اور بیوی میں نااتفاقی کی صورت میں شوہر غصہ میں آکر کہتا اَنتِ عَلَیَّ کَظَھرِ امی کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔اس سے اس کی مراد یہ ہوتی کہ مجھ پر اپنی بیوی سے مباشرت ایسے حرام ہے جیسے میری ماں سے مباشرت کرنا۔اس فعل کا نام ظہار ہے''۔(۱)

> ''اہل عرب کے یہاں یہ طلاق، بلکہ اس سے بھی شدید قطع تعلق کا اعلان سمجھا جاتا تھا۔ کیوں کہ ان کے نزدیک اس کے معنی یہ تھے کہ شوہر اپنی بیوی سے نہ صرف ازدواجی رشتہ توڑ رہا ہے بلکہ اسے ماں کی طرح اپنے اوپر حرام قرار دے رہا ہے۔اسی بنا پر اہل عرب کے

* شعبہ قرآن وسنہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی　　برقی پتا: khtr_nsm@yahoo.com

تاریخ موصولہ: ۹ ستمبر ۲۰۱۲ء

نزدیک طلاق کے بعد تو رجوع کی گنجائش ہوسکتی تھی۔مگر ظہار کے بعد رجوع کا کوئی امکان باقی نہ رہتا تھا''۔(۲)

مولانا منہاج الدین مینائی اپنی کتاب ''اسلامی فقہ'' میں مذکورہ بالا بیان سے متعلق اپنی رائے کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ ''یہ لفظ ظہر سے بنا ہے جس کے معنی پیٹھ کے ہیں جب اس کی نسبت سواری کے جانور کی طرف کی جائے تو سوار ہونے کی جگہ مراد ہوتی ہے لیکن انسان کی طرف نسبت کرنے سے مقاربت کا مفہوم لیا جاتا ہے۔زمانہء جاہلیت میں ایک عرب اپنی بیوی سے یہ کہہ کر کہ ''تو میرے لیے پشتِ مادر کی مانند ہے'' اس سے مباشرت کو حرام کر لیتا تھا اور پھر وہ عورت ہمیشہ کے لیے اپنے خاوند پر اور دوسروں پر حرام ہوجاتی تھی اس عمل کو ظہار کہا جاتا ہے''۔(۳)

''لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نرم کر کے کفارہ ادا کرنے تک کی وقتی پابندی میں تبدیل کر دیا''۔(۴)

جاہلی دور میں بھی مرد ظہار کیا کرتے تھے۔لیکن اہل عرب اسے طلاق سے زیادہ سخت سمجھتے تھے۔ظہار کے بعد رجوع کو ناممکن تصور کیا جاتا تھا۔اگر میاں بیوی کے درمیان کسی ناچاقی کی صورت میں شوہر کو غصہ آجاتا اور وہ ظہار کر لیتا۔یعنی اپنی بیوی کو اپنی ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دے دیتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ وہ بیوی کے ساتھ sex کو خود کے لیے ایسا حرام سمجھتا ہے۔جیسا کہ ماں سے مباشرت حرام ہوتی ہے۔زمانہ جاہلیت میں یہ تصور ظہار کے متعلق قائم تھا کہ ظہار کرنے سے نکاح کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے اور بیوی مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔لیکن اسلام کی آمد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات واضح فرمادی کہ بیوی کو ماں سے مشابہت دینا ایک انتہائی فرسودہ اور لغو بات ہے جس کا خیال کسی بھی نیک اور شریف آدمی کے وہم وگمان میں نہیں آسکتا۔ بیوی کبھی بھی ماں نہیں ہوسکتی اور نہ ہی بیوی کو یہ حرمت حاصل ہوسکتی ہے۔جو ماں کو حاصل ہے۔ماں کا ماں ہونا تو ایک ایسی حقیقت اور ایسا سچ ہے جسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔کیونکہ اس نے آدمی کو جنم دیا ہے۔اسی وجہ سے ماں کو ایک ابدی حرمت حاصل ہے۔محض بیوی کو منہ سے ماں کہہ دینے سے وہ اس کی ماں کیسے ہوجائے گی۔لہٰذا اس نوعیت کے ظہار کو قسم سے تعبیر کیا گیا اور اس سے آزاد ہونے کے لیے کفارہ لازمی قرار دیا گیا۔

''جب اسلام آیا تب بھی عربوں کے طور طریقے وہی تھے،ان میں سے جو طریقے اسلام میں پسندیدہ تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں بدستور باقی رکھا جو امور ناپسندیدہ تھے ان سے منع فرمایا اور جن امور میں اصلاح کی ضرورت تھی ان کی اصلاح فرمائی۔چنانچہ ظہار کے بارے میں اسلام نے جو احکام دیے وہ یہ ہیں کہ ان الفاظ کو کہنے والا گناہ گار ہے اب جو اس گناہ کا ارتکاب کرے گا تو دنیا میں بھی اس کو سزا ملے گی وہ یہ کہ جس بیوی سے ظہار کرے گا اس سے مباشرت اس وقت تک حرام رہے گی جب تک اس ناپسندیدہ لفظ کو زبان سے ادا کرنے کا تاوان یعنی کفارہ ادا نہ کردے۔ہر مسلمان کو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ امر دین کے قطعاً خلاف ہے بلکہ بدترین قسم کی بے باکی بھی ہے کہ کوئی

شخص غصہ میں آکر اپنی بیوی سے کہے کہ تو میرے لیے پشتِ مادر کی مانند ہے یا میری بہن کے برابر ہے وغیرہ ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے اور آخرت میں عذاب کا سزاوار ہوتا ہے اس گناہ سے ندامت کا خمیازہ کفارہ ادا کرکے اٹھانا پڑتا ہے''۔(۵)

ظہار قرآنِ کریم کی روشنی میں:

اَلَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ مِنْکُمْ مِّنْ نِّسَآئِھِمْ مَّا ھُنَّ اُمَّھٰتِھِمْ ؕ اِنْ اُمَّھٰتُھُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَھُمْ ؕ وَ اِنَّھُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ٥ وَ الَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِھِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِکُمْ تُوْعَظُوْنَ بِہٖ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ٥ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا ؕ ذٰلِکَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ؕ وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ ؕ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ٥ (المجادلۃ:۲۔۴)

''تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں۔ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں۔ ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ یہ لوگ سخت ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں، پھر جو کچھ انہوں نے کہا اس سے رجوع کریں، تو انہیں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے،اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے، اور جو شخص غلام نہ پائے وہ پے درپے دو ماہ کے روزے رکھے قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو، وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم اس لیے دیا جارہا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک سزا ہے''۔

مولانا منہاج الدین مینائی مذکورہ بالا آیت سے متعلق بیان کرتے ہیں کہ''اللہ تعالیٰ نے ظہار کے باب میں دو حکم دیے ہیں، اخروی و دنیوی، یعنی یہ فعل عذابِ آخرت کا موجب ہے لہٰذا اس کے مرتکب کو توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ کے لیے اس سے باز رہنے کا عزم کرنا چاہیے، دوسرا حکم دنیا سے تعلق رکھتا ہے کہ اس گناہ کا کفارہ یعنی کفارۂ ظہار ادا کرے۔

جس فعل کو اللہ تعالیٰ نے منکر اور زور قرار دیا وہ آخرت کا گناہ اور مستوجب عذاب ہے جس کی تلافی صرف توبہ

سے ہوسکتی ہے، اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہ سے درگزر فرماتا ہے۔

ان دو باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کہ یہ فعل ناپسندیدہ ہے اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے بیوی کو ہاتھ لگانا حرام ہے کیونکہ ''کفارہ'' اس ناپسندیدہ فعل کو کرگزرنے کی سزا ہے جس کا ارتکاب اللہ کی نافرمانی تھا۔ بیوی کو ہاتھ لگانے کی ممانعت شوہر کی سرزنش کے لیے ہے اس آیت میں مسلمانوں کو سخت تنبیہ ہے کہ مکروہ بات زبان سے نہ نکالیں اور غصے کی حالت میں بیوی سے گفتگو کرتے وقت زبان کو قابو میں رکھیں اور الفاظ ادا کرنے میں احتیاط برتیں۔

ظہار کی حالت میں عورت سے بات چیت کرنا حرام نہیں ہے مگر مباشرت اور اس کے لوازمات سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ بغیر کفارہ ادا کیے ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔عورت کو بھی ایسی حالت میں اپنے قریب نہ آنے دینا چاہیے''۔(۶)

تفہیم القرآن میں سورۃ المجادلہ کی آیات ۲، ۳اور ۴ کی وضاحت کچھ اس انداز سے کی گئی ہے کہ ''عرب میں بسا اوقات یہ صورت پیش آتی تھی کہ شوہر اور بیوی میں لڑائی ہوتی تو شوہر غصے میں آکر کہتا انت علی کظھر امی۔ اس کے لغوی معنی تو یہ ہیں کہ ''تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ'' لیکن اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ ''تجھ سے مباشرت کرنا میرے لیے ایسا ہے جیسے میں اپنی ماں سے مباشرت کروں'' اس زمانے میں بھی بہت سے نادان لوگ بیویوں سے لڑکر اس کو ماں، بہن، بیٹی سے تشبیہ دے بیٹھتے تھے جس کا صاف مطلب یہ ہوتا کہ آدمی گویا اب اسے بیوی نہیں بلکہ ان عورتوں کی طرح سمجھتا ہے جو اس کے لیے حرام ہیں۔اسی فعل کا نام ظہار ہے۔

اگر ایک شخص منہ پھوڑ کر بیوی کو ماں سے تشبیہ دے دیتا ہے تو اس کے ایسا کہنے سے بیوی ماں نہیں ہوسکتی، نہ اس کو وہ حرمت حاصل ہوسکتی ہے۔ جو ماں کو حاصل ہے۔ ماں کا ماں ہونا تو ایک حقیقی امر واقعہ ہے، کیونکہ اس نے آدمی کو جنا ہے۔اسی بنا پر اسے ابدی حرمت حاصل ہے اب آخر وہ عورت جس نے اس کو نہیں جنا ہے، محض منہ سے کہہ دینے پر اس کی ماں کیسے ہوجائے گی اور اس کے بارے میں عقل، اخلاق، قانون، کسی چیز کے اعتبار سے بھی وہ حرمت کیسے ثابت ہوگی جو اس امر واقعی کی بنا پر جننے والی ماں کے لیے ہے۔اس طرح یہ بات ارشاد فرما کر اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے اس قانون کو منسوخ کردیا جس کی رو سے ظہار کرنے والے شوہر سے اس کی بیوی کا نکاح ٹوٹ جاتا تھا اور وہ اس کے لیے ماں کی طرح قطعی حرام سمجھ لی جاتی تھی۔

بیوی کو ماں سے تشبیہ دینا اول تو ایک نہایت ہی بے ہودہ اور شرم ناک بات ہے جس کا تصور بھی کسی شریف آدمی کو نہ کرنا چاہیے، کجا کہ وہ اسے زبان سے نکالے۔ دوسرے یہ جھوٹ بھی ہے۔ کیونکہ ایسی بات کہنے والا اگر یہ خبر دے رہا ہے کہ اس کی بیوی اس کے لیے اب ماں ہوگئی ہے تو جھوٹی خبر دے رہا ہے اور اگر وہ اپنا یہ فیصلہ سنا رہا ہے کہ آج سے اس نے اپنی بیوی کو ماں کی سی حرمت بخش دی ہے تو بھی اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے، کیونکہ خدا نے اسے یہ اختیارات

نہیں دیے ہیں کہ جب تک چاہے ایک عورت کو بیوی کے حکم میں رکھے، اور جب چاہے اسے ماں کے حکم میں کردے۔ شارع وہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جننے والی ماں کے ساتھ مادری کے حکم میں دادی، نانی، ساس، دودھ پلانیوالی عورت اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کیا ہے۔اس ارشاد سے یہ دوسرا قانونی حکم نکلا کہ ظہار کرنا ایک بڑا گناہ اور حرام فعل ہے جس کا مرتکب سزا کا مستحق ہے"۔(۷)

"اور اگر کسی عورت نے نکاح سے پہلے کسی مرد کے بارے میں ظہار کے الفاظ استعمال کیے تو اس وقت یہ ظہار ہوگا اور نکاح کے بعد عورت پر لازم ہوگا کہ وہ کفارۂ ظہار ادا کرے۔"(۸)

"اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے لیے ظہار کے الفاظ اپنے منہ سے نکالے گا تو اس پر کفارہ لازم آجائے گا، خواہ وہ اس کے بعد بیوی کو طلاق دیدے، یا اس کی بیوی مرجائے، یا اس کا کوئی ارادہ اپنی بیوی سے زن وشور کھنے کا نہ ہو۔ ظہار کے بعد اگر عورت مرجائے تو شوہر اس وقت تک اس کی میراث نہیں پاسکتا جب تک کفارہ ادا نہ کرے۔

ظہار کرنا تو ایک ایسی حرکت ہے کہ اس پر تو آدمی کو بہت ہی سخت سزا ملنی چاہیے،لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے اول تو ظہار کے معاملہ میں جاہلیت کے قانون کو منسوخ کر کے خانگی زندگی کو تباہی سے بچالیا، دوسرے اس فعل کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے وہ سزا تجویز کی جو اس جرم کی ہلکی سے ہلکی سزا ہوسکتی ہے، اور سب سے بڑی مہربانی یہ ہے کہ سزا کسی ضرب یا قید کی شکل میں نہیں بلکہ چند ایسی عبادات اور نیکیوں کی شکل میں تجویز کی جو تمہارے نفس کی اصلاح کرنے والی اور تمہارے معاشرے میں بھلائی پھیلانے والی ہیں۔یعنی اس سزا کا مقصد معاشرہ کے لوگوں کو جاہلیت کی اس بری عادت سے چھٹکارہ دلانا ہے تا کہ وہ اس نوعیت کی بے ہودہ حرکت کا ارتکاب نہ کریں۔اگر میاں بیوی کو آپس میں لڑنا ہے تو بھلے لوگوں کی طرح لڑیں اور اگر طلاق دینا ہے تو سیدھی طرح دیں ظہار کا طریقہ نہ اپنائیں۔اسی سلسلے میں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام میں بعض جرائم اور گناہوں پر جو عبادات بطور کفارہ مقرر کی گئی ہیں وہ نہ محض سزا ہیں کہ عبادات کی روح سے خالی ہوں اور نہ محض عبادات ہیں کہ سزا کی اذیت کا کوئی پہلو ان میں نہ ہو، بلکہ ان میں یہ دونوں پہلو جمع کر دیے گئے ہیں، تاکہ آدمی کو اذیت بھی ہو اور ساتھ ساتھ وہ ایک نیکی اور عبادت کر کے اپنے گناہ کی تلافی بھی کردے۔

اور اگر کوئی شخص گھر میں چپکے سے بیوی کے ساتھ ظہار کر بیٹھے اور پھر کفارہ ادا کیے بغیر میاں بیوی کے درمیان حسب سابق زوجیت کے تعلقات چلتے رہیں، تو چاہے دنیا میں کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہو، اللہ کو تو بہر حال اس کی خبر ہوگی۔اللہ کے مواخذہ سے بچ نکلنا ان کے لیے کسی طرح ممکن نہیں ہے"۔(۹)

"اس لیے ایسے لوگوں کو سچے دل سے توبہ کرنی چاہیے اور کفارۂ ظہار ادا کرنا چاہیے ظہار کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے۔خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا۔لیکن اگر غلام دستیاب نہیں یا اس کے پاس کوئی غلام نہیں اور اس میں

غلام خریدنے کی طاقت بھی نہیں تو وہ لگاتار دو ماہ روزے رکھے گا اور اس کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ بیوی کو چھونے سے پہلے یہ روزے مکمل کرے۔ اگر اس نے درمیان میں مقاربت کی تو اسے نئے سرے سے روزے رکھنے پڑیں گے۔روزہ رکھنے والے کو چاہیے کہ وہ ایسے وقت میں روزے شروع کرے کہ اس مدت میں ماہ رمضان،عیدالفطر اور ایام تشریق نہ آئیں تاکہ مسلسل روزے رکھے جاسکیں۔

اور اگر کسی شخص نے روزے رکھنے شروع کیے اور وہ بیمار ہوگیا یا اسے سفر پر جانا پڑا اور وہ روزے نہ رکھ سکا تو احناف کے نزدیک ازسرِنو روزے شروع کرے۔لیکن اگر وہ روزہ رکھنے پر بھی قادر نہ ہوتو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔قادر نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی جسمانی صحت اس کی متحمل نہ ہو یا وہ بوڑھا ہو اور اتنا عرصہ لگاتار روزے رکھنا اس کے لیے دشوار ہو یا اسے اندیشہ ہو کہ وہ مسلسل دو ماہ تک عورت سے احتراز نہیں کرسکتا۔ درمیان میں اس سے پھر بے احتیاطی ہوجائے گی''۔(۱۰)

ظہار احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں:

عن ابی تمیمة الهجیمی ان رجلا قال لامراتة یا اخیة فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اختک هی؟ فکره ذلک و نهٰی عنه.(۱۱)

''ابی تمیمہ الجیمی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا یا اجبی اے چھوٹی بہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ تیری بہن ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برا جانا۔اس سے منع کیا''۔

تمام احادیثِ مبارکہ جو کہ ظہار سے متعلق ہیں اور مذکورہ حدیث میں اس قرآنی حکم کے پس منظر کو سید ابوالاعلی مودودی کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ اپنی بیوی کو بہن کہہ کر پکار رہا ہے۔اس پر آپؐ نے غصہ سے فرمایا۔''یہ تیری بہن ہے''؟ مگر آپؐ نے اسے ظہار قرار نہیں دیا''۔(۱۲)

''لفظ تشبیہ سے ایسی عبارت خارج ہوگی جو مشابہت کے لیے ہو مثلاً بیوی سے اس طرح کہنا کہ جس طرح میں اپنی ماں کی عزت کرتا ہوں یا پھوپھی کا احترام کرتا ہوں تیری بھی عزت کروں گا یا جس طرح میں اپنی بہن یا بیٹی سے محبت کرتا ہوں تجھ سے بھی محبت کروں گا ان الفاظ سے ظہار اسی وقت ہوگا جب وہ ظہار کے قصد وارادے سے کہے یعنی اس کو اپنے اوپر حرام کرلینے کے لیے۔تشبیہ صریح اور ضمنی دو طرح کی ہوتی ہے،صریح کی مثال تو یہی ہے کہ ''تو میرے لیے پشتِ مادر کی مانند ہے،ضمنی کی مثال یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ایسی عورت سے تشبیہ دے جس کے ساتھ اس کے شوہر نے ظہار کیا ہو۔یعنی تو میرے لیے ایسی ہی ہے جیسے فلاں عورت اپنے خاوند کے لیے۔تو یہ کہا جاسکتا

ہے کہ اس تشبیہ سے ظہار کرنا مقصود ہے۔ ظہار کو وقت کے ساتھ مشروط کرنا بھی ایسا ہی ہے مثلاً تو ایک مہینے تک میرے لیے پشتِ مادر کے مانند ہے، تو یہ بھی ظہار ہے اگر اس وقت کے اندر مباشرت کا ارادہ کرے تو کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔ اگر مثل یا برابر کا لفظ استعمال نہیں کیا تو ظہار نہیں ہوگا مگر ایسا کہنا گناہ ہے عورت کے جزو بدن سے تشبیہ دینے سے مراد ایسا جزو یا عضو ہے جس کا دیکھنا حرام ہے۔ جیسے پیٹھ یا پیٹ وغیرہ، اس میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں جو دودھ، خاندان یا شادی کے رشتے سے حرام ہوں مثلاً یوں کہا کہ تو میرے لیے میری ساس کی سوتیلی بیٹی کی فلاں دودھ شریک بہن کی پشت کی مانند ہے تو یہ ظہار ہو جائے گا لیکن اگر ایسے جزو بدن سے تشبیہ دی جس پر نظر کرنا حرام نہیں مثلاً تو میرے لیے سرِ مادر یا پائے مادر کے مانند ہے تو یہ ظہار نہ ہوگا، اسی طرح یہ بھی ظہار نہ ہوگا اگر بیوی سے کہا کہ تو میرے لیے اپنی بہن (یعنی میری ساس کی مانند ہے کیونکہ بیوی کی بہن بذاتِ خود حرام نہیں ہوتی، بیوی کو طلاق دینے کے بعد شادی کرسکتا ہے اسی طرح مرد کے جزو بدن سے تشبیہ دینے سے بھی ظہار متصور نہیں ہوگا۔ اندرونی اجزا مثلاً جگر، دل، وغیرہ کو ظہار میں نہ مشبہ بنایا جاسکتا ہے نہ مشبہ بہ، یہی حکم مادۂ تولید اور دودھ کا ہے''۔(۱۳)

مذکورہ بالا بیان سے متعلق مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی اپنی کتاب ''اسلامی قانون'' میں اپنی رائے کچھ اس انداز سے بیان کرتے ہیں کہ ''اگر کوئی اس قسم کے الفاظ کہے کہ ''تو میری ماں کے مثل ہے'' تو یہ صاف طور پر ظہار نہیں ہے، نیت پر مدار ہے۔ اگر نیت عزت کے اظہار کی ہے تو نیت کے مطابق سمجھا جائے گا اور اگر ظہار یا طلاق یا ایلا کی نیت ہے تو اس کے مطابق عمل ہوگا، اگر مذاکرۂ طلاق یا جھگڑے کے موقع پر اس طرح کے الفاظ کہتا ہے تو طلاق یا ظہار یا ایلا میں سے کوئی نہ کوئی سمجھا جائے گا اور اس کو اپنی نیت ظاہر کرنی ہوگی''۔(۱۴)

جبکہ مولانا مجاہد الاسلام قاسمی اپنے خیالات کا اظہار کچھ اس انداز سے کرتے ہیں کہ ''اگر کوئی کہے تو ''میری ماں ہے'' یا ''میری ماں کی پشت ہے'' تو کلام لغو ہوگا، اگر محرماتِ ابدیہ کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دی گئی ہو جس کی طرف دیکھنا حرام ہے تو یہ ظہار صریح ہوگا، مثلاً تو میری ماں کی پیٹھ کی مانند ہے اور اگر محرمات ابدیہ کی پوری ذات سے تشبیہ دی گئی ہو، مثلاً کوئی یوں کہے: ''تو میری ماں کے مثل ہے'' تو یہ ظہار کنائی ہوگا، جس میں ظہار، طلاق، ایلا اور عزت وکرامت میں مماثلت سب ہی کا احتمال ہے۔ جیسی نیت ہوگی اس کے مطابق حکم ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر شوہر کی مراد عزت وکرامت کے اندر مماثلت ہے تب بھی تسلیم کیا جائے گا۔ اور اگر یہی جملہ مذاکرۂ طلاق اور باہمی جھگڑا کے وقت استعمال کیا جائے تو عند القضا عزت وکرامت کی نیت معتبر نہ ہوگی''۔(۱۵)

ظہار کا انحصار مرد کے ارادہ اور نیت پر ہے۔ اگر شوہر بیوی کو احتراماً ماں، بہن، بیٹی، خالہ یا پھوپھی وغیرہ سے تشبیہ دے اور اس کی نیت ظہار کی نہ ہو تو وہ ظہار نہ ہوگا لیکن اگر شوہر کی نیت اور ارادہ ظہار کا ہو تو ظہار ہو جائے گا اور بغیر

کفارہ کے ظہار ختم نہ ہوگا۔اگر بیوی کو انسان کے اندرونی اعضا مثلاً دل، گردے، جگر پھیپھڑے، معدہ اور آنتوں وغیرہ سے تشبیہ دی جائے تو یہ ظہار نہ ہوگا البتہ ظہار کے لیے ضروری ہے کہ محرم خاتون کے جسم کے ان حصوں کو، جو مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہیں، تشبیہ دی جائے۔

عن سلمة بن صخر البياضي، قال: كنت امرأ أستكثر من النساء لا أرى رجلا كان يصيب من ذلك ما أصيب فلما دخل رمضان ظاهرت من امرأتي حتى ينسلخ رمضان فبينما هي تحد ثني ذات ليلة انكشف لي منها شيء''. فو ثبت عليها فواقعتها. فلما أصبحت غدوت على قومي. فأ خبر تهم خبري. وقلت لهم! سلوا لي رسول الله صلى الله عليه وسلم . فقالوا: ما كنا نفعل. اء ذا ينزل الله فينا كتابا، أو يكون فينا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قول، فيبقى علينا عاره، ولكن سوف نسلمك بجريرتك. اذهب أنت فاذكر شأنك لرسول الله صلى الله عليه وسلم قال، فخرجت حتى جئته، فاخبر ته الخبر. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ''أنت بذالك؟'' فقلت: أنا بذاك. وها أنا، يا رسول الله صابر لحكم الله علي قال: ''فأعتق رقبة'' قال، ملت: و الذي بعثك بالحق ماأصبحت أملك اء لا رقبتي هذه. قال: ''فصم شهرين متتابعين''. قال، قلت. يا رسول الله وهل دخل علي مادخل من البلاء اء لا با لصوم؟ قال: فتصدق أو أطعم ستين مسكينا'' قال، قلت: والذي بعثك بالحق لقد بتناليلتناهذه، مالنا عشاء، قال: ''فاذهب اء لى صاحب صدقة بني زريق فقل له، فليد فعها اء ليك. و أطعم ستين مسكيناًو انتفع ببقيتها''. (۱۶)

''حضرت سلمہ بن صخر بیاضی سے مروی ہے کہ میں عورتوں کو بہت چاہتا تھا اور میں کسی مرد کو نہیں جانتا جو عورتوں سے اتنی صحبت کرتا ہو۔ جیسے میں کرتا تھا۔ خیر رمضان آیا تو میں نے اپنی عورت سے ظہار کرلیا۔اخیر رمضان تک۔ ایک رات میری بیوی مجھ سے گفتگو کر رہی تھی۔ کہ اس کی ران سے کپڑا اوپر ہوگیا۔ میں اس سے صحبت کر بیٹھا۔ جب صبح ہوئی۔ تو لوگوں کے پاس گیا اور ان سے بیان کیا۔ اور عرض کی۔ کہ میرے لیے یہ مسلہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو۔ انہوں نے کہا۔ ہم تو نہیں پوچھیں گے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ہماری شان (برائی) میں کتاب نازل ہو جو تا قیامت باقی رہے۔ یا نبی کچھ (غصہ) فرمادیں اور اس کی

شرمندگی تا عمر ہمیں باقی رہے۔لیکن اب تو خود ہی اپنی غلطی کی سزا بھگت اور خود ہی جا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا حال بیان کر۔سلمہ نے بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا۔تو یہ کام کیا ہے؟ عرض کیا! جی ہاں! کیا ہے اور میں حاضر ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! اور میں اللہ عزوجل کے حکم پر صابر رہوں گا۔ جو میرے بارے میں اترے، آپؐ نے فرمایا تو ایک بردہ آزاد کر، میں نے کہا۔قسم اس کی جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا۔ میں تو بس اپنے ہی نفس کا مالک ہوں، آپؐ نے فرمایا۔ اچھا! دو ماہ لگا تار روزے رکھ۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ جو بلا مجھ پر آئی یہ روزہ رکھنے ہی سے تو آئی۔ آپؐ نے فرمایا۔تو صدقہ دے اور ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا۔ میں نے کہا۔قسم اس کی جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا۔ ہم تو اس رات بھی فاقے سے تھے۔ ہمارے پاس رات کا کھانا نہ تھا۔آپؐ نے فرمایا۔ بنی زریق کے پاس جا اور اس سے کہہ وہ تجھے جو مال دے اس میں سے ساٹھ مساکین کو کھلا اور جو بچے اسے اپنے استعمال میں لا''۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی سلمہ بن صخر بیاضی کا واقعہ کچھ اس انداز سے بیان کرتے ہیں کہ''سلمہ بن صخر بیاضی پر اعتدال سے کچھ زیادہ شہوت کا غلبہ تھا رمضان آیا۔تو انہوں نے اس اندیشہ سے کہ کہیں روزے کی حالت میں دن کے وقت بے صبری نہ کر بیٹھیں رمضان کے اختتام تک کے لیے بیوی سے ظہار کرلیا۔مگر اپنی اس بات پر قائم نہ رہ سکے اور ایک رات بیوی کے پاس چلے گئے۔ پھر نادم ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماجرا عرض کیا۔آپؐ نے فرمایا۔ایک غلام آزاد کرو۔ انہوں نے کہا۔ میرے پاس تو اپنی بیوی کے سوا کوئی نہیں جسے آزاد کردوں فرمایا دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو۔انہوں نے عرض کیا کہ روزوں ہی میں تو صبر نہ کرسکنے کی وجہ سے اس مصیبت میں پھنسا ہوں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر ۶۰ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔انہوں نے کہا ہم تو اس قدر غریب ہیں کہ رات بے کھائے سوئے ہیں۔اس پر آپؐ نے بنی زریق کے محصّل زکوٰۃ سے ان کو اتنا سامان خوراک دلوایا کہ ۶۰ ساٹھ آدمیوں میں بانٹ دیں اور کچھ اپنے بال بچوں کی ضروریات کے لیے بھی رکھ لیں''۔(۱۷)

قالت عآئشة تبارک الذی وسع سمعه کل شئ انی لاسمع کلام خولة بنت ثعلبة و یخفٰی علی بعضه وهی تشتکی زوجها الٰی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهی تقول یا رسول الله ا کل شبابی ونثرت له بطنی حتٰی اذا اکبرت سنی وانقطع ولدی ظاهر منی اللهم انی اشکوالیک فما برحت حتی نزل جبرآئیل بهؤُ لآء الا یات قد سمع الله وقول التی تجادلک فی زوجها وتشکی

الی اللہ.(۱۸)

’’حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: پاک ہے وہ ذات جو ہر بات کو سنتی ہے۔میں خولہ بنت ثعلبہ کی بات تو سن رہی تھی۔لیکن بعض کلمات سمجھ میں نہ آتے تھے۔وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی۔ یا رسول اللہ میرا خاوند میری جوانی کھا گیا۔میرا پیٹ بھی اسکا ظرف رہا لیکن میں جب بوڑھی ہوگئی۔اور میری اولاد ہونا بند ہوگئی تو اس نے مجھ سے ظہار کیا۔اے اللہ میں تجھ سے ہی اپنا شکوہ کرتی ہوں۔وہ برابر یہ کہتی رہی کہ جبرائیل یہ کلمات لے کر حاضر ہوئے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ... (المجادلۃ:۱)

’’اللہ وتبارک وتعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی۔جو آپؐ سے جھگڑ رہی تھی‘‘۔

مذکورہ بالا روایت کے تاریخی پس منظر کو سید ابو الاعلیٰ مودودی اس انداز سے بیان کرتے ہیں کہ’’حضرت اوس بن صامت بڑھاپے میں کچھ چڑ چڑے ہوگئے تھے اور بعض روایات کی رو سے ان کے اندر کچھ جنون کی سی لٹک بھی پیدا ہوگئی تھی۔جس کے لیے راویوں نے کان بہ لمم‘‘ کے الفاظ استعمال کیے ہیں لمم عربی زبان میں دیوانگی کو نہیں کہتے بلکہ اس کی طرح کی کیفیت کو کہتے ہیں۔جسے ہم اردو زبان میں ’’غصے‘‘ میں پاگل ہوجانے‘‘ کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔اس حال میں وہ پہلے بھی متعدد مرتبہ اپنی بیوی سے ظہار کر چکے تھے۔اسلام میں یہ پہلا موقع تھا۔’’کہ بیوی سے لڑ کر ان سے پھر اس حرکت کا صدور ہوگیا۔اس پر ان کی اہلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا قصہ آپؐ سے بیان کر کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میری اور میرے بچوں کی زندگی کو تباہی سے بچانے کے لیے رخصت کا کوئی پہلو نکل سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب دیا وہ مختلف راویوں نے مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔بعض روایات میں الفاظ یہ ہیں کہ’’ابھی تک اس مسلے میں مجھے کوئی حکم نہیں دیا گیا‘‘۔اور بعض میں یہ الفاظ ہیں کہ’’میرا خیال یہ ہے کہ تم اس پر حرام ہوگئی ہو‘‘۔اور بعض میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا’’تم اس پر حرام ہوگئی ہو‘‘اس جواب کو سن کر وہ نالہ وفریاد کرنے لگیں۔بار بار انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہوں نے طلاق کے الفاظ تو نہیں کہے ہیں۔آپؐ کوئی صورت ایسی بتائیں جس سے میں اور میرے بچے اور میرے بوڑھے شوہر کی زندگی تباہ ہونے سے بچ جائے۔مگر ہر مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو وہی جواب دیتے رہے۔اتنے میں آپؐ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی:

قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِھَا وَتَشْتَکِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ۖ وَاللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ O (المجادلۃ:۱)

''اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے۔ وہ سب سننے اور دیکھنے والا ہے''۔

اس کے بعد آپؐ نے ان سے کہا (اور بعض روایات کی رو سے انکے شوہر کو بلا کر ان سے فرمایا) کہ ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ اس سے معذوری ظاہر کی۔ تو فرمایا۔ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنے ہوں گے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اُس کا حال تو یہ ہے کہ دن میں تین مرتبہ کھائیں پیئیں نہیں تو ان کی بینائی جواب دینے لگتی ہے۔

آپؐ نے فرمایا: پھر ۶۰ ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا پڑے گا۔ انہوں نے عرض کیا۔ وہ اتنی مقدرت نہیں رکھتے الّا یہ کہ آپ مدد فرمائیں۔ تب آپ نے انہیں اتنی مقدار میں سامان خوراک فرمایا۔ جو ۶۰ ساٹھ آدمیوں کی دو وقت کی غذا کے لیے کافی ہو''۔(۱۹)

مجاہد الاسلام قاسمی ''اسلام کے عائلی قوانین'' میں کچھ اس طرح سے رقم طراز ہیں کہ ''ظہار کا پہلا کفارہ غلام کو آزاد کرنا ہے۔ اگر اس سے آدمی عاجز ہو تو تب دو ماہ مسلسل روزے رکھنا ہے۔ اس طور پر کہ ان میں رمضان کے روزے اور وہ پانچ دن شامل نہ ہوں۔ جن میں روزہ رکھنا حرام ہے اگر کفارہ کے روزوں کے درمیان رمضان مبارک شروع ہو جائے۔ یا دس ذی الحجہ کی تاریخ آ گئی تو از سرِ نو دو ماہ کے روزے رکھنے پڑیں گے۔ اور جو شخص روزے پر قادر نہ ہو اس کے لیے کفارہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت متوسط درجہ کا پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو نصف پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت دینا ہے۔''(۲۰)

اگر کوئی شخص بیوی کو ماں سے تشبیہ دے۔ تو اس کے ایسا کہنے سے بیوی ماں نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اسے وہ حرمت حاصل ہوسکتی ہے جو ایک ماں کو حاصل ہے۔ ماں کا ماں ہونا تو ایک حقیقیت ہے۔ کیونکہ اس نے آدمی کو جنم دیا۔ اسی بنا پر اسے ابدی حرمت حاصل ہے۔ اب آخر وہ عورت جس نے اس کو جنم نہیں دیا ہے۔ محض منہ سے کہہ دینے سے اس کی ماں کیسے ہو جائے گی اور اس کے بارے میں عقل، اخلاق، قانون کسی چیز کے اعتبار سے بھی وہ حرمت کیسے ثابت ہوگی۔ جو اس امر واقعی کی بنا پر جنم دینے والی ماں کے لیے ہے۔ اس طرح اللہ نے جاہلیت کے اس قانون کو منسوخ کر دیا۔ جس کی رو سے ظہار کرنے والے شوہر سے اس کی بیوی کا نکاح ٹوٹ جاتا تھا اور وہ اسکے لیے ماں کی طرح قطعی حرام سمجھی جاتی تھی۔

بیوی سے ظہار کرنا یہ تو ایک ایسی حرکت ہے کہ اس پر آدمی کو بہت ہی سخت سزا ملنی چاہیے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے اول تو ظہار کے معاملہ میں جاہلیت کے قانون کو منسوخ کر کے خانگی زندگی کو تباہی سے بچالیا اور دوسرا اس فعل کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے وہ سزا تجویز کی جو اس جرم کی ہلکی سے ہلکی سزا ہوسکتی ہے اور سب

سے بڑی مہربانی یہ ہے کہ سزا کسی ضرب یا قید کی شکل میں نہیں ہے بلکہ چند ایسی عبادات اور نیکیوں کی شکل میں تجویز کی ہے۔ جو فرد کے نفس کی اصلاح کرنے والی اور معاشرے میں بھلائی پھیلانے والی ہیں۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام میں بعض جرائم اور گناہوں پر جو عبادات بطور کفارہ مقرر کی گئی ہیں۔ وہ نہ محض سزا ہیں کہ عبادات کی روح سے خالی ہوں اور نہ محض عبادات ہیں کہ سزا کی اذیت کا کوئی پہلو ان میں نہ ہو بلکہ ان میں یہ دونوں پہلو جمع کر دیے گئے ہیں۔ تا کہ آدمی کو اذیت بھی ہو اور ساتھ ساتھ وہ نیکی اور عبادت کر کے اپنے گناہ کی تلافی بھی کرے۔

لیکن اس کے برعکس اگر کوئی شخص گھر میں چپکے سے بیوی کے ساتھ ظہار کر بیٹھے اور پھر کفارہ ادا کیے بغیر میاں اور بیوی کے درمیان حسب سابق زوجیت کے تعلقات چلتے رہیں تو چاہے دنیا میں کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہو۔ اللہ کو تو بہر حال اس کی خبر ہوگی اللہ کے مواخذہ سے بچ نکلنا ان کے لیے کسی طرح بھی ممکن نہیں ہوگا۔

جو شخص بھی اپنی بیوی کے لیے ظہار کے الفاظ منہ سے نکالے گا۔ اس پر کفارہ لازم آئے گا۔ خواہ وہ اس کے بعد بیوی کو طلاق دے دے یا اس کی بیوی مر جائے یا اس کا کوئی ارادہ اپنی بیوی سے تعلق زن و شور رکھنے کا نہ ہو۔

اگر عورت ظہار کے بعد مر جائے تو شوہر اس وقت تک اس کی میراث نہیں پا سکتا۔ جب تک کفارہ ادا نہ کر دے۔ ظہار سے متعلق جو قواعد وضوابط مقرر کیے گئے ہیں۔ اس سے مطلوب یہ ہے کہ مسلم معاشرے کے لوگ جاہلیت کی اس بری عادت کو چھوڑ دیں اور کوئی شخص اس بے ہودہ حرکت کا ارتکاب نہ کرے۔ اگر شوہر اپنی بیوی سے علیحدگی چاہتا ہو۔ تو بیوی کو طلاق دے کر رشتہء زوجیت ختم کر دے۔ بیوی کو ماں، بہن یا بیٹی سے تشبیہ ہرگز نہ دے۔ کیونکہ اسلام کی نگاہ میں ماں اور دوسری محرمات کی حرمت ایسی معمولی چیز نہیں ہے کہ انسان ان کے اور بیوی کے درمیان مشابہت کا خیال بھی کرے اور پھر اسے زبان پر بھی لائے۔ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اسلامی قانون نے اس معاملہ میں جو موقف اختیار کیا ہے۔ وہ تین بنیادوں پر قائم ہے۔ ایک یہ کہ ظہار سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ عورت بدستور شوہر کی بیوی رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ظہار سے عورت وقتی طور پر شوہر کے لیئے حرام ہو جاتی ہے تیسرے یہ کہ حرمت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک شوہر کفارہ ادا نہ کر دے اور صرف کفارہ ہی اس حرمت کو رفع کر سکتا ہے۔ اگر زبان سے نا دانستہ طور پر یا بے خیالی میں ظہار کے الفاظ نکل جائیں تو ایسی صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص ظہار کے الفاظ اپنے زبان سے بیان کر لے۔ پھر اس کا ثبوت بھی دے اور اس سے اس کا ارادہ علیحدگی کا ہو تو ایسی صورت میں کفارہ ادا کرنا لازمی ہوگا۔

ظہار اس شوہر کا معتبر مانا جائے گا۔ جو عاقل و بالغ ہو اور بحالت ہوش وحواس ظہار کے الفاظ زبان سے ادا کرے۔ بچے اور مجنوں کا ظہار معتبر نہیں ہوگا۔ نیز ایسے شخص کا ظہار بھی معتبر نہیں ہوگا۔ جو ان الفاظ کو ادا کرتے وقت

اپنے حواس میں نہ ہو۔ مثلاً سوتے میں بڑبڑائے یا کسی نوعیت کی بے ہوشی میں مبتلا ہو گیا ہو۔

ائمہ اربعہ سمیت فقہا کی عظیم اکثریت نشے کی حالت میں ظہار کرنے والے کے متعلق رائے قائم کرتے ہیں کہ ''اگر کسی شخص نے کوئی نشہ آور چیز جان بوجھ کر استعمال کی ہو۔ تو اس کا ظہار اس کی طلاق کی طرح قانوناً صحیح مانا جائے گا۔ کیونکہ اس نے یہ حالت اپنے اوپر خود طاری کی ہے۔ البتہ اگر مرض کی وجہ سے اس نے کوئی دوا پی ہو اور اس سے نشہ لاحق ہو گیا ہو یا پیاس کی شدت میں جان بچانے کے لیے شراب پینے پر مجبور ہوا ہو۔ تو اس طرح کے نشے کی حالت میں ظہار و طلاق کو نافذ نہیں کیا جائے گا''۔(۲۱)

خلاصہ بحث:

قرآن وحدیث کے تحقیقی مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ بالا بیان میں جو تین کفاروں کا ذکر کیا گیا ہے اگر ان تینوں کفاروں سے کوئی شخص عاجز ہو۔ تو شریعت میں کفارے کی کوئی اور شکل نہیں رکھی گئی ہے۔ اس لیے اسے اس وقت تک انتظار کرنا ہوگا۔ جب تک وہ ان میں سے کسی ایک پر قادر نہ ہو جائے۔ ایسے شخص کی مدد بھی کی جاسکتی ہے تاکہ وہ تیسرا کفارہ ادا کر سکے۔ جب تک کفارہ نہ دے گا۔ تب تک بیوی اس پر حرام ہوگی۔ لیکن ہمیشہ کے حرام ہونے کا حکم موقوف ہے۔ اگر کسی شخص نے کفارہ دیئے بغیر عورت سے جماع کیا۔ تو اس نے اچھا کام نہیں کیا اسے توبہ کرنی چاہیے اور کفارہ ادا کر کے ہی بیوی کو ہاتھ لگانا چاہیے۔

مراجع وحواشی

(۱) ڈاکٹر حافظ احسان الحق، قرآن کا عائلی قانون، کراچی، ادارۂ معارف اسلامی، ۱۹۹۶ء، ص ۵۵

(۲) علامہ مفتی خلیل خان برکاتی، سنی بہشتی زیور (کامل)، محولہ بالا، ص ۴۱۱، جلد دوم

(۳) مولانا منہاج الدین مینائی، اسلامی فقہ، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ۲۰۰۲ء، ص ۴۰۱

(۴) سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، محولہ بالا، ص ۱۰۱۹

(۵) مولانا منہاج الدین مینائی، اسلامی فقہ، محولہ بالا، ص ۴۰۱۔۴۰۲

(۶) مولانا منہاج الدین مینائی، اسلامی فقہ، محولہ بالا، ص ۴۰۴۔۴۰۵

(۷) سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، لاہور، ترجمان القرآن، ۱۹۷۹ء، ص ۳۴۰۔۳۴۱، جلد پنجم

(۸) پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، کراچی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۳۹۹ھ، ص ۱۳۸، جلد پنجم

(۹) سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، محولہ بالا، ص ۳۴۱۔۳۴۲ اور ۳۴۴، جلد پنجم

(۱۰) پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، محولہ بالا، ص ۱۳۹، جلد پنجم

(۱۱) السجستانی، ابوداؤد سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۵ء، ص ۳۵۳

(۱۲) سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، محولہ بالا، ص ۳۴۳، جلد پنجم

(۱۳) مولانا منہاج الدین مینائی، اسلامی فقہ،محولہ بالا،ص۴۰۲۔۴۰۳

(۱۴) مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، اسلامی قانون، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۸۹ء، ص۹۲

(۱۵) مولانا مجاہدالاسلام قاسمی، اسلام کے عائلی قوانین، کراچی، ادارۃ القرآن، ۲۰۰۲ء، ص۱۶۲

(۱۶) ابن ماجہ، عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۲۰۰۴ء، ص۳۲۹۔۳۳۰

(۱۷) سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، محولہ بالا، ص۳۴۳، جلد پنجم

(۱۸) ابن ماجہ، عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، محولہ بالا، ص۳۳۰

(۱۹) سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، محولہ بالا، ص۳۴۲۔۳۴۳، جلد پنجم

(۲۰) مولانا مجاہدالاسلام قاسمی، اسلام کے عائلی قوانین، محولہ بالا، ص۱۶۳۔۱۶۴

(۲۱) مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، اسلامی قانون، محولہ بالا، ص ۲۳۷